آکٹوپس

پراسرار جانور سیریز

ہارر سیریز

محمد شعیب

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

آکٹوپس

محمد شعیب

دوسری کہانی

توقیر تقریباً پچھلے بیس منٹ سے نوٹ کر رہا تھا کہ عالیہ آج کچھ کھوئی کھوئی سی تھی۔ وہ ہاتھ میں پیپر پنسل پکڑے کسی اور ہی دنیا میں گم تھی۔ اُس نے اپنی فائل ٹیبل پر رکھی اور اس پر گہری نگاہ ڈالتے ہوئے کہا۔

"یہاں تم خواب دیکھنے نہیں آتی۔۔ اپنا کام کرنے آتی ہو۔۔" دفعتہً توقیر کے الفاظ نے اسے بری طرح چونکا دیا۔ اس کے ہاتھوں سے پنسل نیچے گر گئی۔ ہڑبڑاتے ہوئے اس نے پنسل اٹھائی اور کہا۔

"میں اپنا کام ہی کر رہی تھی۔۔"

"خیالوں کی دنیا میں بھلا کون سا کام ہوتا ہے؟ مجھے بھی تو معلوم ہو۔۔ میں بھی آرام سے دفتر میں بیٹھے سارے کام نمٹالوں گا۔۔" توقیر نے طنزیہ کہا تھا جس پر اس نے دل ہی دل میں اسے برا بھلا کہا۔ زبان تو وہ ہلا نہیں سکتی تھی۔ ایسا کرنا خود اپنے پاؤں پر کلہاڑی مارنے کے مترادف تھا۔

"میں سوچ رہی تھی سر کہ کیا سمندری مخلوق بھی انسانوں کے لئے مضر ہو سکتی ہے؟" اس نے دبے لہجے میں کہا تھا۔

"ہاں کیوں نہیں۔۔ نہ صرف مضر بلکہ انسانون کی جان بھی لے سکتی اور وہ بھی ایک سیکنڈ سے پہلے۔۔۔" ایک لمحے کو بھی ضائع کئے بغیر توقیر نے جواب دیا تھا جس پر وہ بری طرح چونکی تھی۔

"سیریسلی۔۔۔ کیا آپ کے پاس ایسی کوئی کہانی ہے؟ اگر ہے تو مجھے بتائیں، میں اسے بھی قلم بند کرنا چاہوں گی۔۔" اس نے جلدی سے اپنی پوزیشن سنبھال لی۔ جس پر توقیر مسکرایا اور ٹیبل کے سہارے اس کے سامنے بیٹھتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ سناتا ہوں تمہیں۔۔ یہ کہانی زیادہ پرانی نہیں بلکہ۔۔۔ گذشتہ سال سردیوں کا قصہ ہے جو کہ مچھیروں کے ساتھ پیش آیا تھا۔" توقیر اب عالیہ کو آکٹوپس کی پراسرار کہانی سنانے میں مصروف تھا۔

☆ ☆ ☆

آبادی سے پرے ایک ویرانے میں پہاڑوں کے دامن میں ایک دریا تھا۔ یہ دریا جانے کتنے پہاڑوں کے سینے کو چیرتے پانی کے ملنے سے وجود میں آیا تھا۔ مشرق سے جنوب تک پھیلتے یہ پہاڑ ایک عجب سی وحشت اپنے اندر سمیٹتے تھے۔ سورج چونکہ مشرق سے نکلتا تھا اور راستے میں رکاوٹ بنتے یہ پہاڑ سورج کی کرنوں کو ایک وقت تک اس وادی میں آنے سے روکے رکھتے اور مغرب

سے شمال تک پھیلتا ہولناک جنگل جہاں کے درخت سو سو فٹ تک بلند تھے، جلد ہی سورج کی کرنوں کو اپنے اندر چھپا لیتے۔ یوں اس بستی میں فقط چند گھنٹوں کے لئے سورج اپنا مکھڑا دیکھاتا تھا اور یہی چند گھڑیاں ہی اس وادی کے رہنے والوں کے لئے زندگی کا سماں تھا۔ پہاڑوں اور جنگل سے گھری یہ وادی دیکھنے میں بھی اتنی خوبصورت نہ تھی۔ ہر وقت بدبو کے بھبوکے اٹھتے رہتے۔ یہ بُو مچھلیوں کی تھی۔ جو یہاں کے رہنے والوں کا پیشہ تھا۔ صبح کے نکلنے سے کچھ دیر پہلے سے یہ لوگ اپنے گھروں سے نکلتے اور سورج کے ڈھلنے کے بعد گھروں کو لوٹتے۔ یہی یہاں کے مردوں کا معمول تھا۔ عورتیں گھروں کی دیکھ بھال کرتی اور پھر فارغ اوقات میں اچھی قسم کی مچھلیاں چھانٹتیں اور انہیں ایک الگ ٹوکری میں رکھ کر دیتیں۔ ایک دن اس وادی کے رہنے والوں نے خاص کیا ہوا تھا جب کچھ مرد اپنے جوان لڑکوں کے ساتھ ان ٹوکریوں کو لے کر شہر میں بیچنے کے لئے نکل جاتے اور پھر عرصہ دراز بعد لوٹتے۔ کبھی کبھی تو دو دو ماہ بھی بیت جاتے اور شہر جانے والوں کی کوئی خبر نہ آتی لیکن کسی کو کوئی اعتراض نہ تھا۔ زندگی کی گاڑی پر سکون چلتی جا رہی تھی۔

"اماں۔۔ ساری زندگی کیا ہم ان مچھلیوں کو ہی پکڑ پکڑ کر بیچنے میں گزار دیں گے ؟" ساون جو پندرہ سال کا ہو چکا تھا، ہمیشہ اپنی ماں سے ایک ہی سوال کرتا۔ وہ اپنی زندگی فقط مچھلیوں کے درمیان گزارنا نہیں چاہتا تھا۔ وہ زندگی میں آگے بڑھنا چاہتا تھا کچھ ایسا کرنا چاہتا تھا جو ہمیشہ لوگ یاد رکھیں۔

"دیکھ۔۔ تیرے دادا نے اپنی زندگی ماہی گیری میں گزار دی اور اب تیرے ابا بھی یہی کام کر رہے ہیں لہذا تجھے بھی یہی کرنا ہوگا۔۔" ساون کی ماں کا ہمیشہ یہی جواب ہوتا جس پر وہ مزید چڑ جاتا

"نہیں اماں۔۔ مجھے مچھلیاں نہیں پکڑنی۔۔ مجھے تو کالی پہاڑی کے دامن میں جا کر۔۔" کالی پہاڑی کا نام سن کر ساون کی ماں کے جسم میں جیسے آگ لگ گئی۔ اس نے شعلہ جنوں آنکھوں سے ساون کی طرف دیکھا اور جھڑکتے ہوئے کہا

"خبردار۔۔ جو آئندہ کالی پہاڑی کا نام بھی لیا تو۔۔ تجھے پتا نہیں ہے وہاں موت بستی ہے۔ آ جائے تیرا باپ۔۔ بتاتی ہوں ذرا اُس کو۔۔" اس کے چہرے کے تیور بھانپتے ہوئے اس کو دھمکی دی تھی مگر اُس پر اثر نہ ہوا۔ وہ پاؤں پٹختا ہوا اپنی جھونپڑی سے نکلا اور سیدھا نہر کے کنارے جا بیٹھا۔ وہاں اس کا دوست مُنا پہلے ہی موجود تھا۔ مُنا اس سے چار سال بڑا تھا۔ ساون کو غصے میں دیکھ کر مُنے نے جواز پوچھا تھا

"میں کالی پہاڑی میں جا کر اُس جانور کو پکڑنا چاہتا ہوں جس سے سب ڈرتے ہیں۔ میں بھی تو دیکھوں آخر کیا ہے وہ شے، جس کی وجہ سے اماں ابا سمیت پوری وادی کے لوگ اپنے بچوں کو وہاں جانے نہیں دیتے۔۔" ساون کی بات سن کر امن گویا ہوا جو ابھی ابھی وہاں آیا تھا۔

"نہ کر یار۔۔تجھے پتا بھی ہے ادھر آٹھ ٹانگوں والا سمندری جانور رہتا ہے، جو بھی اُس پہاڑی کے دامن میں جاتا ہے، اُس کا شکار بن جاتا ہے۔" امن نے سرگوشی والے لہجے میں کہا تھا۔ جسے سن کر ساون کے دل میں اس شے کو دیکھنے کا تجسس مزید بڑھ گیا

"اب تو میں وہاں جا کر ہی دم لوں گا۔۔ تم دونوں میرا ساتھ دو گے ناں۔۔" اس نے اپنا ہاتھ آگے بڑھاتے ہوئے کہا تھا لیکن امن اور مُنا ایک دوسرے کا چہرہ دیکھنے لگے۔ کوئی بھی وہاں جانا نہیں چاہتا تھا۔

"تو پھر ٹھیک ہے، میں خود ہی وہاں چلا جاؤں گا۔۔" یہ کہہ کر اس نے بے نیازی سے منہ پھیر لیا۔

"نہیں ساون۔۔ ہم دوست ہیں تیرے۔۔ تجھے اس خطرے میں اکیلے جانے نہیں دیں گے۔۔" امن نے اس کے شانوں کو چھوتے ہوئے کہا تھا۔

"اِس کا مطلب تم میرے ساتھ چلو گے۔۔" ساون نے پلٹ کر پرجوش انداز میں کہا تھا۔ جس پر انہوں نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"تو پھر طے رہا۔ آج آدھی رات کو سب کے سونے کے بعد ہم یہیں اسی جگہ پر ملیں گے اور کالی پہاڑی کے دامن میں چھپے اس جانور کی حقیقت کو معلوم کریں گے۔۔" ساون نے اپنے دل کی دھڑکنوں کو قابو کرتے ہوئے کہا تھا۔ امن اور مُنے نے بناوٹی مسکراہٹ کو اپنے لبوں پر جگہ دی تھی۔ ان کے دل میں ایک کھٹکا ہو رہا تھا۔ وہ کھٹکا شاید کسی انہونی کا تھا۔

☆　☆　☆

چاروں اطراف گھٹا ٹوپ اندھیرا تھا۔ پہاڑوں اور جنگل کے بیچ یہ وادی رات کے وقت کسی پراسرار جگہ سے کم نہ لگتی تھی۔ ہاتھ سے ہاتھ سجائی دینا بھی مشکل تھا۔ ایسے میں یہ تینوں دوست اس پہاڑی کی طرف بڑھ رہے تھے جس کے دامن میں چھپی موت ان کا انتظار کر رہی تھی۔ نہر سے کالی پہاڑی کا راستہ زگ زیگ تھا۔ کبھی کانٹوں سے بھرا راستہ ان کا منتظر ہوتا تو کبھی نوکیلے پتھر جو وادی کے رہنے والوں نے رکھ دیئے تھے تاکہ کوئی وہاں نہ جا سکے۔

"آ۔۔" امن پاؤں میں نوکیلا پتھر چبھنے سے بری طرح چیخا تھا۔ جس پر ساون نے فوراً اس کے منہ پر اپنا ہاتھ رکھ دیا۔

"پاگل ہے کیا؟ یوں چیخے گا تو سب تیری آواز سن لیں گے۔۔ چل خاموشی سے۔" اس نے سرگوشی والے لہجے میں کہا اور پھر دونوں سے آگے بڑھ دیا۔ یہ راستہ طے کرنا عام حالات میں کافی مشکل ہوتا اگر آج چاند کی چودھویں رات نہ ہوتی۔ سورج کی طرف چاند بھی چند لمحوں کے لئے اس وادی میں اپنی چاندنی بکھیرتا تھا۔

"ہمیں اسی چاندنی میں اپنا کام نمٹانا ہوگا ورنہ تم دونوں جانتے ہو، یہاں کتنا اندھیرا ہوتا ہے۔" ساون نے تنبیہہ کی تو دونوں بھی تیز قدموں سے اس کے پیچھے پیچھے چلنے لگے۔ چلتے چلتے وہ تینوں ایک موڑ پر پہنچے تھے جہاں سے سیدھا راستہ کالی پہاڑی کی طرف

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام پر موجود آل ٹائم بیسٹ سیلرز:-

جاتا تھا۔ وہ دھیرے سے وہ موڑ مڑے تو آنکھیں ایک لمحے کے لئے ساکت رہ گئیں۔ وہ واقعی کالی پہاڑی تھی۔ رات کے اندھیرے سے بھی زیادہ کالی۔۔ تینوں نے گلے کا تھوک نگلا تھا۔ سردی میں بھی ان کی پیشانی پسینے سے شرابور ہو چکی تھی۔
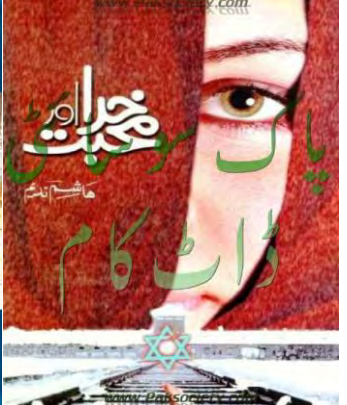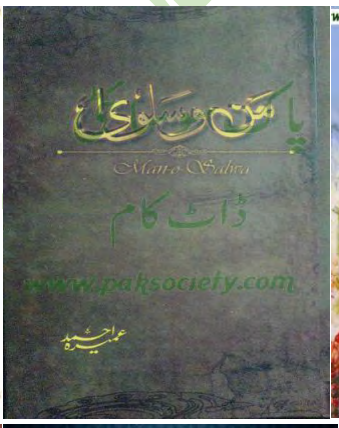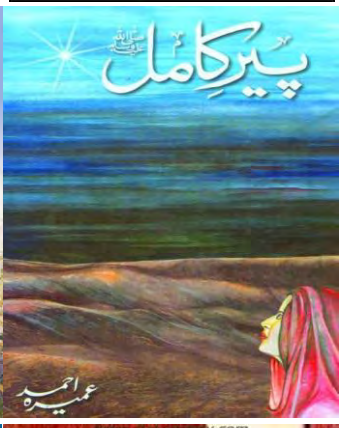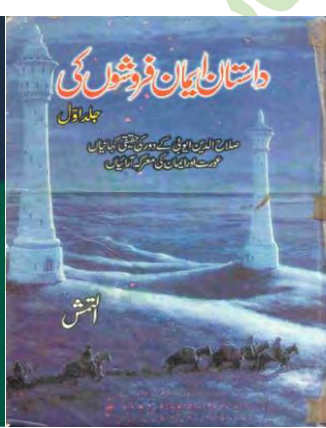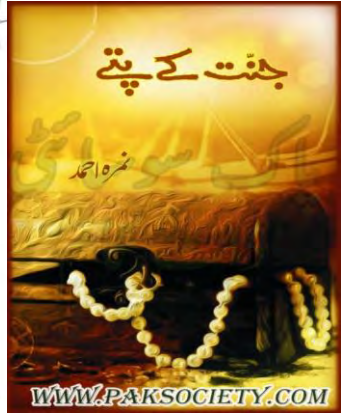
"دیکھ ساون۔۔ ابھی بھی وقت ہے، واپس چلتے ہیں۔ دیکھ کتنا کالی ہے وہ پہاڑی۔۔ کہیں کچھ ہو گیا تو۔۔" مُنے نے ڈرتے ہوئے کہا تھا لیکن ساون نہ مانا اور گردن جھٹکتے ہوئے آگے بڑھنے لگا۔

"خود بھی مرے گا اور ہمیں بھی مروائے گا۔۔" امن نے جبڑے بھینچتے ہوئے کہا تھا۔ کچھ دیر چلنے کے بعد امن اور مُنا بری طرح ہانپنے لگے۔ وہ بظاہر پانچ منٹ ہی چلے ہونگے مگر ان کی تھکاوٹ کو دیکھ کر ایسا لگ رہا تھا جیسے وہ گھنٹوں سے چل رہے ہوں۔ مُنے نے گردن گھما کر دیکھا تو اس کے دم خشک ہو گئے۔ پیشانی سے پسینے کی بوندیں ٹپ ٹپ گرنے لگیں۔ آنکھیں تو جیسے ساکت رہ گئیں۔ تاحد نگاہ فقط جنگل ہی جنگل تھا۔

"امم امن۔۔" اس نے ہکلاتے ہوئے امن کا شانہ پکڑا تھا۔ اس کو یوں ہکلاتا دیکھ کر امن نے بھی پلٹ کر دیکھا تو وہ بھی حیرت کے مارے اچھلا تھا۔ اس کی آنکھیں بھی حقیقت ماننے سے انکاری تھیں۔ گھنے جنگل میں واپسی کے تمام راستے کھو چکے تھے۔ دونوں کو بت بنا کر دیکھ کر ساون بھی پلٹا تھا۔ ایک لمحے کے لئے اس کی بھی سانسیں اکھڑنے لگی تھیں۔

"میں نہ کہتا تھا۔۔ کالی پہاڑی پر جانا ٹھیک نہیں ہے ہے۔ دیکھو۔۔ جس راستے سے ہم آئے تھے جانے کہاں چلا گیا۔ صرف جنگل دیکھائی دے رہا ہے۔۔" منے نے آنسوؤں کا ایک حلقہ حلق میں دباتے ہوئے کہا تھا۔ امن بھی بری طرح ڈر چکا تھا

"تت تم ایسے ہی ڈر رہے ہو۔۔ بھول گئے کیا۔ ہم نے وہاں سے موڑ کاٹا تھا۔ موڑ کے پیچھے ہی تو راستہ تھا۔۔" اپنے ڈر کو چھپاتے ہوئے ساون نے عجلت کے ساتھ جواب دیا تھا۔ اپنی آستین نے پسینے کی بوندیں پونچھیں اور دونوں کو آگے بڑھنے کو کہا۔ امن اور مُنا اب خوف کے سائے میں تھے۔ وہ اب ایک ایک قدم سوچ سوچ کر اٹھا رہے تھے۔ انہوں نے ساون کا ساتھ دے کر بہت بری غلطی کی تھی۔ جس کی سزا وہ اب بھگتنے والے تھے۔

"وہ دیکھو۔۔ کالی پہاڑی کے دامن میں جانے کا راستہ۔۔۔" ساون نے پرجوش انداز میں کہا تھا لیکن اس کا وجود بری طرح شرابور ہو چکا تھا۔ گھر سے نکلتے ہوئے انہوں نے جو سردی سے بچنے کے لئے کپڑے پہنے تھے۔ راستے میں آہستہ آہستہ اتارتے گئے۔ جانے کون سی حدت تھی جو ان کے وجود میں گرمی سرایت کر رہی تھی۔ امن اور مُنے نے تو واپسی کا راستہ نہ بھولے اس لئے پچاس پچاس قدم کے بعد کپڑا پھینکتے رہے جبکہ ساون بے ترتیب پھینکتا رہا۔ اب وہ سب ایک ایک قمیض اور پتلون میں ملبوس تھے۔

"چلو۔ اب جلدی سے وہاں چل کر اُس جانور کو دیکھتے ہیں اور پھر واپس چلتے ہیں۔" امن نے کہا اور ساون کے پیچھے جلدی جلدی چلنے لگے۔ کالی پہاڑی کے دامن میں قدم رکھتے ہی انہیں ایک عجیب سی آواز سنائی دی۔ جو کسی بھی زاویے سے انسان کی نہ

لگتی تھی۔ جوں جوں وہ آگے بڑھتے گئے۔ ان آوازوں میں اضافہ ہوتا گیا۔ اندھیرے پر اندھیرا چھاتا رہا۔ امن اور مُنے کی طرح اب ساون بھی خوف کے کنویں بھی چھلانگ مار چکا تھا۔ سب دل اندر ہی اندر بیٹھا جا رہا تھا

"آہ۔۔" چلتے ہوئے امن کے پاؤں کسی شے سے ٹکرائے تھے۔ امن کی چیخ نے دونوں کے دل کو بھی چیر دیا تھا۔ ایک لمحہ سانس کو بحال کیا اور پھر ساون نے نیچے جھک کر وہ شے اٹھائی تو اس کے ہاتھ کپکپانے لگے تھے۔ وہ مردہ مچھلی کا ڈھانچہ تھا۔

"مم مچھلی۔۔۔ یہ کس نے کھائی یہاں پر۔۔۔" اس نے دور پھینکتے ہوئے فراری کا راستہ چاہا لیکن اس کا پاؤں کسی وجود کے ساتھ ٹکرایا تھا۔ وہ اوندھے منہ زمین پر آ گرا۔

"ساون۔۔ تو ٹھیک تو ہے ناں۔۔" اس نے خوف کے اندھیروں میں گم ہاں میں گردن ہلانا چاہی تھی مگر جیسے ہی اس شے کو دیکھا، جس سے ٹکرا کر وہ گرا تھا۔ اس کے دم خشک ہو گئے۔ ساون کے ساتھ ساتھ امن اور مُنے کی آنکھیں بھی خوف کے سبب باہر آ گئیں۔ وہ ایک وادی کے مکھیا کی لاش تھی۔ جو پچھلے ہفتے پراسرار طور پر غائب ہو گئے تھے۔

"مکھیا جی۔۔" ساون نے ہڑبڑاتے ہوئے کہا تھا۔ جھٹ کھڑا ہوا۔ تینوں نے ایک دوسرے کو مضبوطی کے ساتھ پکڑ لیا۔ مکھیا کے جسم پر نیل کے نشانات تھے اور پورا جسم ٹھنڈ پڑ چکا تھا۔ جیسے جسم سے خون چوس لیا گیا ہو۔

"سس ساون۔۔ اب چلنا چاہئے۔۔ یہ جگہ خطرے سے خالی نہیں ہے۔۔" مُنے نے کپکپاتے ہوئے تھا۔ دونوں نے بھی اس کی تائید کی مگر جیسے ہی اپنے قدم پلٹنا چاہے تو انہیں وہاں سے کسی کے آنے کی آہٹ سنائی دی۔ تینوں کے جسم مورت کی طرح وہاں منجمد ہو گئے۔ انہیں ایسا لگا جیسے اب وہ وہاں سے زندہ بچ کر نہیں جا سکیں گے۔ وہ آواز تیز سے تیز تر ہوتی چلی گئی۔ امن نے پلٹ کر دیکھا تو دور دائیں طرف ایک پتھر نظر آیا۔

"سس ساون۔۔ وہاں۔۔" اس نے مُنے اور ساون کا ہاتھ پکڑا اور اس پتھر کی اوٹ میں جا چھپا۔ وہ خود کو اس پتھر کے پیچھے محفوظ سمجھ رہے تھے۔ وہ آواز اب آنا بند ہو گئی۔

"لگتا ہے وہ جا چکا ہے۔۔" ان سب نے دھیرے سے اپنا سر اوپر اٹھا کر دیکھا تو سب کی آنکھیں جیسے باہر آئیں، وہاں ایک عجیب سی سمندری مخلوق تھی۔ امن نے ذرا غور کیا تو اس کی سانسیں خشک ہونے لگیں

"آکٹوپس۔۔" وہ دھیرے سے گویا ہوا۔ دونوں نے اس کی طرف استفہامیہ انداز میں دیکھا تو اس نے سرگوشی کے انداز میں انہیں بتایا کہ جب وہ مچھلیاں بیچنے اپنے ابا کے ساتھ شہر گیا تھا تو وہاں پر ایسے سمندری جانور اس نے دیکھے تھے۔ جنہیں دوسرے ماہی گیر بیچنے آئے تھے۔ لیکن حیران کن بات یہ تھی کہ اُن آکٹوپس کا سائز فقط ایک فٹ تھا لیکن یہ۔۔ یہ تو کسی بکری کے سائز سے کم نہ تھا۔ چلتے ہوئے وہ بالکل ایک درندہ لگ رہا تھا۔ تینوں نے دوبارہ پلٹ کر اس کی طرف دیکھا تو وہ اس وقت نہر کی طرف جا رہا

تھا۔اس کے دس دس فٹ لمبے بازو۔۔ جو کہ تقریباً آٹھ تھے، تینوں کی سانسیں روکے ہوئے تھے۔اس کا رنگ رات سے بھی زیادہ سیاہ تھا۔سیاہ رنگ میں پھر عجیب سے بے ڈھنگ کے دھبے اس کی وحشت میں اضافہ کر رہے تھے۔وہ اب واپسی کے راستے سے ہٹ چکا تھا۔

"اس کا منہ کہاں ہے؟"ساون نے پوچھا تھا۔

"ان بازوں کے ماخذ پر اس کا منہ ہے۔۔۔"امن نے دھیرے سے کہا۔

"یہ سوال جواب بعد میں کر لینا پہلے ہمیں یہاں سے نکلنا چاہئے۔۔ دیکھو راستہ بھی صاف ہے۔"مُنے نے کہا تو دونوں نے اثبات میں سر ہلا دیا۔تینوں سانسوں کو تھام کر بہت ہی احتیاط سے قدم اٹھاتے ہوئے پہاڑی کے دامن سے باہر کی طرف جانے لگے تھے

"یہاں سے جانا آسان نہیں ہے۔۔"وحشت ناک تلخ آواز ان کی سماعت سے ٹکرائی تھی۔تینوں نے لاشعوری طور پر پلٹ کر دیکھا تو ان سب کے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔وہ آواز آکٹوپس کی طرف سے آئی تھی۔آنکھیں یک ٹک اسے دیکھنے لگیں۔وہ دھیرے دھیرے آگے بڑھنے لگا تھا

"یہ میر اعلاقہ ہے اور جو یہاں آنے کی غلطی کرتا ہے۔۔اُس کا جانا ممکن نہیں۔۔"وہ تینوں ششدر تھے کہ وہ آکٹوپس کی آواز تو سن رہے تھے مگر اس کے لبوں کو دیکھنے سے قاصر تھے۔ان کی آنکھیں قریب تھا کہ حیرت سے باہر نکل آئیں۔

"بھاگو۔۔۔"امن نے چیخ کر کہا تھا۔جس پر دونوں نے عمل درآمد کیا تھا۔

"کہاں جاؤ گے بچ کر۔۔۔"آکٹوپس نے اپنا بازو آگے بڑھایا اور ساون کی ٹانگ کے گرد لپیٹ لیا۔وہ زمین پر آگرا تھا۔

"امن۔۔۔ مُنا۔۔۔"وہ بے بسی کے ساتھ چلانے لگا تھا۔دونوں نے ایک لمحے کے لئے پلٹ کر دیکھا تو وہ آکٹوپس اپنے ایک بازو سے ساون کو اپنی طرف کھینچ رہا تھا۔وہ زمین سے رگڑ کھاتا ہوا اُس کا نوالہ بننے جا رہا تھا۔دونوں کو جیسے سانپ سونگھ گیا۔وہ بے بسی کے ساتھ وہی کھڑے ساون کو اُس آکٹوپس کا نوالہ بنتے رکھ رہے تھے۔

"چل یار یہاں سے۔۔"مُنے نے اپنی جان کو فوقیت دی اور پلٹنا چاہا لیکن آکٹوپس کے دو بازو آگے بڑھے اور انہیں بھی اپنی گرفت میں لے لیا۔

"کوئی یہاں سے نہیں جا سکتا۔۔"وہ تینوں بری طرح مدد کے لئے چلا رہے تھے۔ساون کی آنکھوں میں بھی آنسو آگئے۔ وہ اس وقت کو کوسنے لگا جب اس نے اپنی ماں کے حکم کو توڑا تھا۔اس کی ماں نے یہاں آنے سے منع بھی کیا تھا مگر اس نے اپنی موت کو خود دعوت دی اور پھر اپنے دوستوں کو بھی موت کے کنویں میں دھکیل دیا۔امن اور منہ اس بازو سے اپنے آپ کو چھڑانے کی

کوشش کر رہے تھے مگر بازو اتنا چکنا تھا کہ ان کے ہاتھ پھسل جاتے۔ انہیں اپنی موت یقینی نظر آ رہی تھی۔

"اماں۔۔۔!!" ساون بری طرح چیخا تھا جبکہ آکٹوپس اب اپنا بھیانک سامنہ کھولے ساون کو اپنا نوالہ بنانے جا رہا تھا۔ نوکیلے دانتوں کو دیکھ کر امن اور مُنے نے بھی اپنی آنکھیں میچ لیں۔ وہ بری طرح سہم گئے تھے۔ اس سے پہلے کہ وہ ساون کو اپنے منہ میں داخل کرتا کسی نے اُس کے منہ پر ایک زبردست لات رسید کی تھی۔ اس دفعتہ حملے سے وہ آکٹوپس پیچھے دیوار سے جا ٹکرایا۔ اس کے بازوؤں کی گرفت کمزور ہو گئی اور تینوں لڑکے آزاد ہو گئے۔ انہوں نے اپنے محسن کو نہ دیکھا اور آناً فاناً وہاں سے فرار میں عظمت جانی۔ اب وہاں وہ محسن اور آکٹوپس اکیلے تھے۔

"تمہاری اتنی ہمت۔۔۔ میرے منہ سے میرا نوالہ چھینا۔۔۔" آکٹوپس کی آنکھیں شعلہ اگلنے لگی تھیں اس کا سیاہ جسم اور بھی زیادہ بھیانک ہو گیا۔ اس نے اپنے چار بازوؤں کو آگے بڑھا کر اس وجود کو مچلنا چاہا مگر اس نے ناکام بنا دیا اور اپنے سیاہ کوٹ سے درانتی نکال کر اس کے بازوؤں کو کاٹ ڈالا۔ آکٹوپس درد سے کراہا تھا۔ یہ درد کی آواز انہیں وادی کے باہر سنائی دی تھی

"وہ۔۔۔ کہیں۔۔" مُنے نے پلٹ کر دیکھا تھا

"پیچھے نہیں۔۔۔ آگے دیکھ۔۔۔" ساون نے کہا اور پھر تینوں اس کالی وادی کے دامن سے باہر آ گئے۔

"تمہارا کھیل ختم آکٹوپس۔۔۔" اس محسن نے کہا تھا۔

"اتنی جلدی نہیں۔۔۔" آکٹوپس کی طرف سے آواز آئی اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے اس کے بازو جو اس شخص نے کاٹ ڈالے تھے، ایک بار پھر سے نکل آئے۔ وہ شخص بھی ایک لمحے کے ساکت رہ گیا۔

"کیا ہوا؟ حیران ہو گئے۔۔۔ مجھے مارنا اتنا آسان نہیں۔۔۔" آکٹوپس آگے بڑھا اور اس کو پکڑ دیوار میں پٹخ دیا۔ اس کی شیطانی ہنسی پوری وادی میں گونجنے لگی۔

"صحیح کہا تم نے۔۔۔ تمہیں مارنا اتنا آسان نہیں۔۔۔ مگر ناممکن بھی نہیں۔۔" اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے وہ اٹھا اور ایک زوردار مکا اس کے عین منہ کے قریب رسید کیا۔ وہ پیچھے جا گرا۔ اسی موقعے کا فائدہ اُس نے اٹھایا اور اپنے داہنے ہاتھ کے انگوٹھے سے رِنگ فنگر اور چھوٹی انگلی کو دبایا، بقیہ دو انگلیوں کو دل پر رکھ کر ایک لمحے کے لئے آنکھیں بند کیں۔ آکٹوپس نے جب دیکھا وہ آنکھیں بند کئے کھڑا ہے تو آگے بڑھا۔ اور اپنا منہ بالکل اس کے سر کے قریب لے گیا۔ وہ اس کو ایک نوالے میں ہی نگلنا چاہتا تھا لیکن جیسے ہی اس نے اپنا سر اس کے جسم کے بالکل قریب کیا تو اس نے اپنی آنکھیں کھولیں اور شہادت کی انگلی سے اس کی طرف اشارہ کیا۔ ایک سفید روشنی اس کی شہادت کی انگلی سے نکلی اور اس کے منہ کے آر پار نکل گئی۔ آکٹوپس پیچھے زمین پر جا گرا۔ وہ بری طرح زخمی ہوا تھا اور دیکھتے ہی دیکھتے اس کا پورا جسم سکڑتا چلا گیا۔ ایک آگ تھی جو اس کے جسم کو جھلساتی جا رہی تھی۔ وہ بے آب

مچھلی کی طرح تڑپنے لگا تھا

"کک کون ہو تم؟" اس نے تڑپتے ہوئے اس اجنبی کی طرف دیکھا جو پاس کھڑا اطمانت سے اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔

"ظلمت کے اندھیروں میں

امن کا ایک سفیر

کہتے ہیں لوگ مجھ کو

ایم اے توقیر۔۔۔!!!" یہ سنتے ہی وہ آکٹوپس راکھ کا ایک ڈھیر بن گیا۔ توقیر نے اپنی پاکٹ سے ایک شیشے کی باتل نکالی اور اس راکھ کو اس بوتل میں بند کر دیا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

سیریز کی اگلی کہانی سرخ چیونٹی پڑھنا مت بھولیے گا

آپکی قیمتی رائے کا انتظار رہے گا۔۔